اوپیک پلس (+OPEC) معاہدے کے پس پردہ عوامل

سوال:

ریاض ویب سائٹ نے 9 جولائی 2019 کو یہ شائع کیا کہ سعودی عرب نے گذشتہ منگل کو OPEC کے دیگر پیداواری ممالک کے ساتھ ہونے والے معاہدے میں، جسے "ویانا اتحاد" (Vienna Alliance) کا نام دیا جارہاہے، کلیدی کردار ادا کیا ہے۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ OPEC کی جگہ ایک نیا ادارہ قائم ہو گیا ہے؟ کیا سعودی عرب کی اس اتحاد میں دلچسپی کی وجوہات داخلی ہیں یا خارجی؟ اور اس اتحاد میں اس کی اصل دلچسپی کیا ہے؟ یہ اتحاد کب تک قائم رہنے کا امکان ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

جواب:

جواب دینے سے پہلے کچھ چیزوں کی وضاحت ضروری ہو گی۔

اولاً: اس معاہدے کی حقیقت:

14 ملکی OPEC ممالک نے 2 جولائی 2019 کو ویانا میں اپنے وزارتی اجلاس میں روس سمیت تیل کے 10 بڑے پیداواری ممالک کے ساتھ میثاقِ تعاون کی منظوری دی ہے اور اس معاہدے کو "ویانا اتحاد یا اوپیک پلس (+OPEC)" کا نام دیا ہے جس پر اگلے سال موسم خزاں میں روسی صدر کے سعودی دورے کے موقعے پر دستخط ہونا ہے۔ ان 24 ممالک نے تیل کی پیداوار میں کمی کے ڈھائی سالہ معاہدے میں مزید 9 ماہ کے اضافے پر اتفاق کیا ہے۔ یہ معاہدہ 2014 میں تیل کی قیمتوں میں زبردست کمی کے بعد روس اور سعودی عرب کے درمیان گذشتہ تین سالوں کے دوران بڑھتے ہوئے تعلقات کا نتیجہ ہیں جب تیل کی قیمتیں 147 ڈالر فی بیرل کی حد کو چھونے کے بعد 2016 کے اوائل میں 27 ڈالر فی بیرل تک گر گئی تھیں۔ تب ان تعلقات کا مقصد تیل کی رسد کی حد بندی کے ذریعے تیل کی قیمتوں کے اتار چڑھاؤ کو کنٹرول کرنا تھا۔ اس عرصے میں، سعودی عرب نے روس کے ساتھ اس معاہدے میں اوپیک ممالک کی نمائندگی کی جس کے بعد اوپیک ممالک نے تیل کی یومیہ پیداوار میں 12 لاکھ بیرل جبکہ روس نے یومیہ 3 لاکھ بیرل کی کمی کی، جس سے قیمتوں میں کمی رک گئی اور قیمت 55 ڈالر فی بیرل تک بڑھ گئی۔ اور اس میں گذشتہ دو سالوں میں اضافے کا رجحان رہاہے جو تیل پیداواری ممالک کے لئے تسلی بخش تھا۔

اس نئے اتحاد کے بعد اوپیک ممالک کے ساتھ قازقستان، میکسیکو، آذربائجان اور روس جیسے اہم پیداواری ممالک کا اضافہ ہوا ہے، جو تیل کا 47 فیصد سے زیادہ حصہ پیدا کر رہے ہیں۔ ان ممالک کی شمولیت سے قبل اوپیک ممالک کی مجموعی پیداوار عالمی پیداوار کا ایک تہائی تھی۔ اس امر کے علاوہ عملاً کچھ دوسرے عوامل بھی اس معاہدے پر اثر انداز ہونگے جیسے:

(الف) اس معاہدے نے اوپیک کو ختم نہیں کیا بلکہ اوپیک کے ساتھ دیگر ممالک، جن میں روس قابلِ ذکر ہے، اس اتحاد کا حصہ بنے ہیں۔ مگر یہ اوپیک کا قائم مقام نہیں ہے۔ نہ ہی اس سے اوپیک چارٹر ختم ہو گا۔ بلکہ نئے شامل ہونے والے ممالک اوپیک پلس کا حصہ بنیں گے اور اس رضاکارانہ معاہدے سے جب چاہیں باہر آ سکتے ہیں۔

(ب) یہ معاہدہ تیل کی عالمی منڈی میں جنم لینے والی ایک نئی حقیقت کی وجہ سے تیل پیدا کرنے والے ممالک پر مسلط ہوا ہے، اور وہ ہے امریکی شیل تیل (Shale Oil)۔ جس کی پیداوار میں ماضی میں کمی زیادتی ہوتی رہی ہے اور اس میں 2025 تک کسی استحکام کا امکان نہیں ہے۔ چنانچہ اس معاہدے کا تب تک باقی رہنے کا قوی امکان ہے جب تک شیل آئل کی قیمت مستحکم نہیں ہوتی اور منڈی پر اس کے اثرات واضح نہ ہو جائیں۔

(ج) اس معاہدے میں اوپیک ممالک میں سے امریکہ کی کٹھ پتلی حکومت سعودی عرب کا کردار اہم ترین رہا ہے جو کہ امریکی پالیسی کے خلاف نہیں جاسکتی۔ چنانچہ اس معاہدے میں امریکہ کا کردار یقینی ہے۔ سعودی عرب کا روس سے معاہدہ بھی امریکی پالیسی کے اثرات کا نتیجہ ہے۔

ثانیاً: اس معاہدے کے محرکات:

ا۔ 2014 میں قیمتوں کے زوال کے بعد سے تیل کی عالمی منڈی میں تیل کی رسد کو کنٹرول کرکے اس کی قیمتوں کو قابو میں رکھنے کے لیے پیداواری ممالک کے درمیان تعاون ناگزیر بن چکا ہے، یہ قانونِ طلب و رسد کے عین مطابق ہے۔ پچھلی دہائیوں میں یہ کام اوپیک ممالک کے ذریعے ہوتا تھا، لیکن اب روس دنیا میں ایک بڑا پیداواری ملک بن کر سامنے آیا ہے جو یومیہ ایک کروڑ دس لاکھ بیرل تیل تیار کرتا ہے جو کہ مجموعی پیداوار کا دس فیصد ہے۔ روس اوپیک پر نظر رکھا کرتا تھا۔ اگر اوپیک اپنی پیداوار کم کر کے تیل کی قیمتوں کو بڑھاتا تو روس اپنی پیداوار بڑھا کر اضافہ شدہ قیمتوں کا فائدہ اٹھاتا، کیونکہ وہ اوپیک کی قراردادوں کا پابند نہیں تھا۔ یہ بات امریکہ کے لئے ناگوار تھی۔ خاص کر ان حالات میں جب وہ روس پر پابندیاں لاگو کیے ہوئے ہے۔ چنانچہ امریکہ نے سعودی عرب کو جو اوپیک کا سب سے بڑا اور اہم پیداواری ملک ہے، یہ کام سونپا کہ وہ روس اور اوپیک کے درمیان ایک نئے اتحاد کی راہیں ہموار کرے تاکہ روس کی پیداوار کو اوپیک کے ذریعے سے کنٹرول کیا جاسکے۔

۲۔ اس تعاون کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سعودی روس تعلقات میں 2014 کے بعد سے بہتری آئی اور 4 اکتوبر 2017 کو شاہ سلمان ماسکو گیا جو کسی سعودی فرمانروا کا پہلا دورۂ روس تھا۔ روسی صدر اور سعودی شہزادے کے درمیان کئی ملاقاتیں ہوئیں، روس سعودیہ کے ساتھ مستقبل میں ہتھیاروں کے معاہدے کرنے کا بھی متمنی تھا۔ اور اس طرح سعودی عرب اور

روس کے درمیان تعلقات کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ یہ سب امریکی ایجنٹ سلمان اور اس کے بیٹے کے دور میں ہوا۔ یہ کوششیں 30 نومبر 2016 کو روس سمیت 11 ممالک اور اوپیک کے درمیان ایک معاہدے کی صورت میں نتیجہ خیز ثابت ہوئیں جس کے بعد اوپیک ممالک نے تیل کی پیداوار میں 12 لاکھ بیرل جبکہ روس اور دیگر ممالک نے 5 لاکھ 60 ہزار بیرل یومیہ کی کمی کی۔ صرف روس نے 3 لاکھ بیرل یومیہ کمی کی ہے۔ اس معاہدے کو یقینی بنانے کے لیے اس سے قبل سعودی عرب نے اپنی پیداوار بڑھانے کی دھمکی بھی دی تھی، جس سے روس کو قیمتوں میں کمی اور تیل کے ضائع ہونے کا اندیشہ تھا۔ اور اس سے روس کی معاشی مشکلات میں مزید اضافہ ہوتا، لہٰذا اس دھمکی نے اسے مذاکرات پر راغب کیا۔

۳۔ اس معاہدے سے تیل کی قیمتوں پر مثبت اثرات مرتب ہوئے اور معاہدے کے فوراً بعد ہی تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوا۔ مگر یہ معاہدہ محض 6 ماہ کا تھا، بعد میں اس کی مدت بڑھانے پر طویل بحث ہوئی۔ اب جبکہ تیل کی قیمتوں میں بہتری آئی تھی، تو روس اپنے معاشی اہداف کی تکمیل کے لئے پیداوار بڑھانے کا خواہاں ہے جبکہ سعودی عرب اب بھی پیداوار میں کمی چاہتا ہے۔ وقتاً فوقتاً سعودی عرب پیداوار بڑھانے کا عندیہ دیتا رہتا ہے اور یہ دھمکی روس کو اپنی خواہش سے پیچھے ہٹانے کے لیے کارگر رہی ہے۔ اصحابِ نظر اچھی طرح جانتے ہیں کہ امریکہ نے سعودی عرب کو تیل کی پیداوار بڑھانے کا کہا تاکہ روس اس معاہدے کو جاری رکھے۔ روس امریکہ کی اس چال کی وجہ سے پیداوار کی کمی پر راضی ہو گیا۔ مثلاً: ہفتے کو ڈانلڈ ٹرمپ نے ٹویٹ کیا کہ انھوں نے شاہ سلمان سے بات کی ہے کہ وہ قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے تیل کی پیداوار 20 لاکھ بیرل تک بڑھا دیں اور شاہ سلمان اس پر راضی ہیں۔ (العربی الجدید ا/ ۷/ ۲۰۱۸)

۴۔ روس کا تیل کی پیداوار میں کمی سے ناخوش ہونا اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ العین کی ۵/ ۶/ ۲۰۱۹ کی خبر کے مطابق روس کی کمپنی روزنیفٹ (Rosneft) کے CEO ایگور سیچین ((Igor Sechin نے کہا ہے کہ "(اس کا) ادارہ تیل کی پیداوار میں کمی کے معاہدے کی توسیع کی صورت میں حکومت سے کسی زرِ تلافی نقصان کے مطالبے کا سوچ رہا ہے۔ سیچین نے روس کے معاہدے پر سوال بھی اٹھائے ہیں اور کہا ہے کہ اس فیصلے سے امریکہ کے پاس اپنی پیداوار بڑھا کر روس کی بازاری حصہ داری پر قابض ہونے کا موقع ہو گا۔" بالفاظِ دیگر روس اس معاہدے کو اپنے مفاد میں نہیں دیکھ رہا، بلکہ اس کا معاہدہ جاری رکھنے کی وجہ سعودی عرب کی پیداوار بڑھا کر قیمتیں بہت زیادہ گھٹا دینے کا اندیشہ ہے۔ ایسا کرنے کی صورت میں سعودی عرب روس کے لئے زیادہ پیداوار کے باوجود معاشی فوائد کا حصول ناممکن بنا دے گا۔ اور اس کا نتیجہ روس کے لئے نقصان دہ ہو گا کیونکہ روس کے آدھے بجٹ کا انحصار تیل پر ہے۔ تو اس کا معاہدے کا فریق بننا اس کی مجبوری ہے۔ اور اس کا تیل کی قیمتوں کو بڑھانا امریکی شیل آئل کی طلب میں اضافے کا باعث بنے گا جس سے امریکی تیل کمپنیوں کو وسعت ملے گی۔ لہٰذا سعودی عرب روس کے سر پر لٹکی امریکی تلوار ہے جس کے ذریعے امریکہ جب چاہے روس کی تیل پیداوار کو گھٹا سکتا ہے۔

۵۔ امریکہ کے لئے تیل کی پیداوار میں کمی کی کیا اہمیت ہے اس کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ آج کا امریکہ ماضی سے کافی مختلف ہے جہاں شیل آئل اب ایک حقیقت کا روپ دھار چکا ہے۔ اور اس کی پیداوار میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ اضافہ قرضوں تلے دبی امریکی معیشت کے لئے نہایت اہم ہے۔ اور اس کی پیداوار اور قیمتوں میں اضافہ مارکیٹ حالات پر منحصر ہے۔ اور امریکہ نے سعودی عرب کو مارکیٹ حالات کو سازگار بنانے کے لئے اوپیک کی پیداوار کم کرنے کا کام دیا ہے۔ اس سے ایک طرف شیل آئل کو مارکیٹ حصہ داری حاصل کرنے کا موقع ملے گا تو دوسری طرف تیل کی قیمتیں اونچی رہیں گی۔ اور یہ دونوں چیزیں شیل آئل کی پیداوار کے لئے معاشی طور پر معاون ہوں گی۔ شیل آئل کو کامیاب ہونے کے لئے اس کی قیمت کو 69 ڈالر فی بیرل ہونا چاہیے، لیکن ٹیکنالوجی میں بہتری سے اب اس کی قیمت اس سے بھی کم ہو گئی ہے۔ امریکہ شیل آئل کو تیل کی منڈی میں برتری حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھ رہا ہے۔

۶۔ Carrot and stick کی پالیسی کے تحت قیمت گھٹانے یا پیداوار بڑھانے کی سعودی دھمکی دراصل stick ہے، جبکہ روس کی مشرقِ وسطیٰ میں رسائی کا جھانسا دراصل carrot ہے۔ سعودی فرمانروا شاہ سلمان کا 2017 میں ماسکو کا دورہ کسی سعودی بادشاہ کا روس کا پہلا سرکاری دورہ تھا۔ سعودی عرب نے بھی روسی صدر کو اس بار موسمِ خزاں میں اپنے ملک دورے کی دعوت دی ہے جو کہ دوسری مرتبہ کسی روسی صدر کا دورہ سعودی عرب ہو گا۔ 29 جون 2019 کو اوساکا، جاپان میں منعقدہ جی۔20 اجلاس میں شہزادہ محمد بن سلمان سے ملاقات کے بعد روسی صدر پیوٹن نے ویانا معاہدے پر دستخط کا سب سے پہلے اعلان کیا۔ [روسی صدر نے سعودی ولی عہد کو یہ بھی کہا تھا کہ وہ "دونوں ملکوں کے درمیان توانائی کے شعبے میں تعاون پر بات کرنا چاہتے ہیں"۔ پیوٹن نے مزید کہا کہ "اوپیک پلس کے تحت اسٹریٹجک شراکت داری سے تیل کی مارکیٹ میں توازن قائم کرنے کے ساتھ تیل کی طلب کو دیکھتے ہوئے پیداوار کو گھٹانے یا بڑھانے کا موقع ملے گا، جس سے predictability پیدا ہو گی اور سرمایہ کاری کو فروغ ملے گا۔" پیوٹن نے اعلان کیا کہ "یہ معاہدہ اپنی موجودہ شکل اور مقدار پر آئندہ بھی جاری رہے گا"۔ عربی انڈیپنڈنٹ 29 جون 2019]۔ روس اس دھوکے میں ہے کہ اسے سعودی عرب سمیت اوپیک ممالک اور تیل کی منڈی میں رسائی حاصل ہو گی۔ روس کے ذہن میں اس غلط سوچ کو پیدا کرنے کے لئے امریکہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اس معاہدے سے ناخوش ہے۔ (بارڈوف (Bordoff)، جو اوباما حکومت میں مشیر توانائی رہا ہے نے کہا کہ "اس سے پہلے امریکہ تمام اہم اوپیک ممالک کے ساتھ گفت و شنید کرتا رہا ہے، تو اب ایک ایسے ملک کو معاہدے میں شامل کرنے کی کیا ضرورت تھی، جو امریکہ کا حریف رہا ہے۔") امریکی وزیرِ خارجہ مائیک پومپیو سے جب اس سال کے اوائل میں پوچھا گیا کہ کیا روس تیل سفارتکاری کے ذریعے مشرقِ وسطیٰ میں امریکہ کو پیچھے چھوڑ سکتا ہے تو اس نے کہا کہ "ہمیں یقین ہے کہ ولادیمیر پیوٹن کی یہ کوششیں ناکام ہونگی۔"

۷۔ اس معاہدے کی یہ حقیقت اور محرکات ہیں۔ مگر اس معاہدے کا دیرپا قائم رہنا تقریباً ناممکن ہے۔ کیونکہ روس ہمیشہ پیداواری پابندیوں سے دور بھاگتا ہے تاکہ تیل کی بڑھتی قیمتوں کا زیادہ فائدہ اٹھا سکے۔ خاص طور پر مستقبل قریب میں تجارتی جنگ کے تیل کی قیمتوں پر اثر انداز ہونے، وینزویلا، لیبیا اور ایران کی تیل کی پیداوار میں توازن قائم ہونے اور مارکیٹ پر اس کے اثرات مرتب ہونے کے بعد روس کا ان پابندیوں کی پاسداری کرنا کافی مشکل ہو جائے گا۔ مزید بر آں روس کے تیل کے ذخائر موجودہ پیداواری رفتار کے مطابق 20 سال میں ختم ہونے والے ہیں، نتیجتاً روس جلد ان ذخائر سے زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کی کوشش شروع کر دے گا، اِلّا یہ کہ کوئی نئے ذخائر دریافت ہوں۔ مگر پھر بھی یہ معاہدہ 2025 تک، جب تک

کہ امریکہ میں تیل کی پیداوار میں توازن قائم نہیں ہو جاتا، قائم رہنے کا قوی امکان ہے۔ تب اس وقت کے حقائق پر روس تیل کے حوالے سے اپنی پالیسی تیار کرے گا جو آج کافی غیر یقینی ہیں۔

۸۔ آخر میں یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ امریکہ کی پس پردہ رہتے ہوئے روس کو سعودی عرب کے ذریعے تیل پیداوار بڑھانے کی دھمکی دینے، مشرقِ وسطی میں رسائی کا جھانسہ دینے، اور روس کو اوپیک پلس (OPEC+) میثاق میں دھکیلنے کی پالیسی دراصل امریکہ کی ایک دوسری پالیسی کی کامیابی کا امکان بڑھاتی ہے۔ وہ ہے روس کو پابندیوں اور دھمکیوں کے زور پر چین کے خلاف کرنا۔ اوپیک پلس منصوبے کی کامیابی امریکہ کو روس کے خلاف پریشر بڑھانے کا موقع دے گی۔ اس کے لئے امریکہ روس کو کچھ اور جھانسے بھی دے گا۔ جب تک روس چین کے خلاف امریکی غلامی قبول نہ کرلے۔ اور اس کے لئے امریکہ نے کوششیں شروع کردی ہیں۔ چنانچہ G-20 اجلاس کی سائڈلائنز پر روس سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ اگر وہ Medium-Range میزائل معاہدے میں امریکہ کی شمولیت چاہتا ہے تو اسے چین کو بھی شامل کرنا ہوگا۔ روس اس معاہدے کو کافی اہمیت دیتا ہے اس لئے وہ چین کو شامل ہونے کے لئے زور دے گا جس سے دونوں ممالک کے درمیان بحران کا اندیشہ ہے۔ یہ روس کو امریکہ کے قریب کرے گا۔ اس سب کے لئے، حالیہ "ویانا اتحاد" دراصل روس کے خلاف امریکی جال ہے۔

۹۔ خلاصہ یہ کہ مسلمان حکمرانوں نے ہماری دولت کو کافر استعماری ممالک کی باہمی سیاسی کشمکش کی دہلیز پر ڈال دیا ہے۔ اگر ان ممالک کا مفاد تیل پیداوار میں کمی کا تقاضا کرتا ہو تو یہ سر تسلیم خم کردیں گے اور اگر ان کا مفاد پیداوار بڑھانے میں ہو تو یہ تب بھی حکم کی بجاآوری کریں گے۔ اگر ان کا مفاد ہماری دولت کو کوڑیوں کے مول لینے میں ہو، تو یہ حکمران اس ذلت کو قبول کر لینگے۔ اور اگر ان کا مفاد اس دولت کو ان حکمرانوں کی کرسیاں بچانے کے بہانے مفت ہتھیانے میں ہوا، جیسا کہ ٹرمپ نے کہا تھا، تو یہ اس کو بھی بخوشی قبول کر لینگے۔ لہٰذا ان حکمرانوں کا حال اس دنیا میں ایسا ہے جیسے صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ [البقرۃ:۱۷۱] (بہرے ہیں، گونگے ہیں اور اندھے ہیں، یہ سمجھتے نہیں ہیں) اور آخرت میں بھی ان کا یہی حال ہوگا۔ وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ أَعْمَى فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَى وَأَضَلُّ سَبِيلاً [الاسراء:۷۲] "جو کوئی اس دنیا میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں بھی اندھا اور راہ بھٹکا رہے گا"۔

۹ ذیقعد ۱۴۴۰ ھجری

12/07/2019 CE